فہرست مضامین

مطالعہ پاکستان

باب نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۔	نظریہ پاکستان	06
۲۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسائل	31
۳۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جغرافیہ	45
۴۔	اسلامی جمہوریہ کے قیام کی طرف پیش قدمی	65
۵۔	پاکستان کا انتظامی ڈھانچہ اور اچھی حکمرانی کا تصور	86
۶۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا کلچر	105
۷۔	پاکستانی زبانیں	119
۸۔	قومی یکجہتی اوخوش حالی	130
۹۔	جمہوریہ پاکستان میں اقتصادی منصوبہ بندی اور ترقی	138
۱۰۔	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خارجہ حکمت عملی	154

National Book Foundation

1 نظریہ پاکستان

پڑھیں

نظریہ یا Ideology کسی جماعت، قوم یا ملت کے اجتماعی نصب العین اور اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قائم کردہ اصول، ضوابط کو کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے نظریہ زندگی صرف اسلام ہی ہے۔

اسلام کا نظریہ قومیت:۔

اسلام کے ماننے والے خود کو دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک جداگانہ قومیت سمجھتے ہیں۔ اسی کا نام دو قومی نظریہ ہے۔ اسلام ایک جمہوری ضابطہ ہے اور مسلمان حق خود اختیاری کے جمہوری اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ اس اصول کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے جس خطے میں مسلمان اتنی بڑی تعداد میں آباد ہوں کہ وہ اپنی آزاد ریاست، قائم کر سکیں، انہیں ایک خود مختار جمہوری ریاست قائم کر کے اپنے ایمان اور عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق ملنا چاہیے۔

نظریہ پاکستان: تعریف و توضیح

ہندوستان کے مسلمان ابتدا ہی سے ایک جداگانہ قوم تھے۔ وہ سینکڑوں سال ہندوستان پر حکمران رہے۔ بیسویں صدی میں بعض ایسے اسباب پیدا ہو گئے جن کے باعث ہندوستان کے مسلمان ایک آزاد اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہوئے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی آزاد سرزمین کے لیے ''پاکستان'' جیسے خوبصورت نام کا انتخاب کیا۔ اسی نام کے حوالے سے دینِ اسلام کے اس بنیادی عقیدے یعنی دو قومی نظریہ کو ''نظریہ پاکستان'' کہا جانے لگا۔

تعریف:۔

نظریہ پاکستان اس عقیدہ اور نصب العین کو کہا جاتا ہے جس کی بنیاد پر قیام پاکستان کی تحریک چلائی گئی۔ یہ عقیدہ بلا شبہ اسلام تھا اور نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دو الگ الگ قومیں سمجھتے ہوئے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی ایک ایسی آزاد جمہوری ریاست قائم کی جائے جس میں رہتے ہوئے وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تنظیم اسلامی اصولوں کے مطابق کر سکیں۔

اس علاقے میں جواب پاکستان کہلاتا ہے۔ غیر مسلم آبادی کا تناسب تین فیصد کے قریب تھا۔ اس خطے کے غیر مسلم یہ جانتے تھے کہ ایک اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کو یکساں شہری اور سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں لہٰذا اس خطے کے غیر مسلم شہریوں نے جن میں عیسائی، ہندو اور دوسرے مذاہب کے لوگ شامل تھے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قیام پاکستان سے پہلے اس خطے کی غیر مسلم اقلیتوں کا جذبہ ایثار اور قیام پاکستان کے بعد ان کا جذبہ حب الوطنی اقوام عالم کے لیے ایک نمونہ اور مثال بن چکا ہے۔

اسلام:۔

ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں وسیع و عریض علاقے پر آباد لوگوں کا اسلامی عقیدہ و ایمان در حقیقت قیام پاکستان کا سب سے بنیادی محرّک تھا۔ 13 جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کے اصولوں کی سچائی کو ثابت کر سکیں۔''

ایک اسلامی ریاست کے رہنما اصول بیان کرتے ہوئے قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بنیادی طور پر ایک اسلامی ریاست میں اقتدار اللہ رب العزت کو حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی ریاست کا نظام قرآنی اصول و احکام کی روشنی میں چلتا ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں پارلیمنٹ یا کسی اور ادارے یا شخص کو کسی معاملے میں اپنی من مانی کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ قرآنی احکام ہی معاشرت اور سیاست کے تمام معاملات میں ہمارے طرزِ عمل کو متعین کرتے ہیں۔''

جمہوریت:۔

ایک اسلامی ریاست جمہوری اصولوں پر قائم ہوتی ہے۔ فروری 1948ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے عوام سے اپنے ایک ریڈیو خطاب میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان کا آئین ابھی بننا ہے، اسے دستور ساز اسمبلی بنائے گی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کی حتمی شکل و صورت کیا ہو گی لیکن مجھے اتنا یقین ضرور ہے کہ یہ جمہوری یعنی اسلام کے بنیادی اصولوں کے عین مطابق ہو گا۔ یہ اصول آج کی عملی زندگی میں بھی اسی طرح قابلِ عمل ہیں جس طرح آج سے 1400 سال پہلے تھے۔ اسلام اور اس کی معیار پسندی نے ہمیں جمہوریت کا سبق سکھایا ہے۔''

سماجی انصاف، مساوات، احساسِ ذمہ داری:۔

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی ریاست کے اساسی اصولوں کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم تمام انسانوں کو برابر سمجھیں، ہر شخص کے ساتھ انصاف اور حسن سلوک کا معاملہ کریں۔ ہم شاندار روایات کے امین ہیں اور پاکستان کے مستقبل کے معمار کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے پوری طرح آگاہ ہیں۔''

نظریہ پاکستان کے 7 اجزائے ترکیبی

بنیادی انسانی حقوق:۔

جنوبی ایشیا کی ہندو قیادت میں دو طرح کے لوگ تھے۔انتہاپسند اور اعتدال پسند۔ بد قسمتی سے تاریخ کے اس مرحلے میں جب انگریز ہندوستان چھوڑنے کا فیصلہ کر چکے تھے اور برّصغیر کی قیادت مقامی ہاتھوں میں منتقل ہونے والی تھی کانگرس کی سیاست پر انتہاپسندوں نے مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔اس صورتِ حال میں مسلمان قوم اور خطے کے دوسرے اقلیتی گروہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر ہندوستان پر ہندو انتہاء پسندوں کی حکومت قائم ہوگئی تو وہ غیر ہندوؤں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیں گے۔ یہ بات مطالبہ پاکستان کا ایک بہت بڑا محرک بن گئی اور اسی وجہ سے مطالبہ پاکستان کو شمال مغربی ہندوستان کی غیر مسلم اقلیتوں کی حمایت بھی حاصل ہوگئی۔ دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے حصول کا مقصد ہی اس خطے کے لوگوں یعنی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ تھا۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ انسانی حقوق کے بہت بڑے علمبردار تھے۔انہوں نے 11اگست 1947ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے ایک پیغام پاکستان کے شہریوں کو بھی دیا۔انہوں نے فرمایا:

> ''آپ آزاد ہیں۔آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں، آپ کا مذہب کچھ بھی ہو آپ اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لیے مکمل طور پر آزاد ہیں، مملکتِ پاکستان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوگی کہ آپ کا عقیدہ، مذہب یا ذات کیا ہے۔۔ ہم اپنے سفر کا آغاز اس بنیادی اصول کی روشنی میں کر رہے ہیں کہ ہم سب مملکتِ پاکستان کے شہری اور مساوی درجے کے شہری ہیں۔''

پاکستان: جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی جدوجہد کا حاصل

1857ء سے قیام پاکستان تک۔۔۔اہم واقعات

برطانوی نظامِ حکومت کا نفاذ:۔

1857ء میں ہندوستان پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال سے قائم حکومت ختم کر دی گئی۔1858ء میں ہندوستان میں براہِ راست تاج برطانیہ کی حکومت قائم ہوگئی۔

علی گڑھ تحریک:۔

سرسید احمد خان رحمۃاللہ علیہ نے مسلمانوں کے مسائل کا حل انگریزی تعلیم اور انگریزوں سے مفاہمت میں تلاش کیا۔انہوں نے 1875ء میں علی گڑھ سکول کی بنیاد رکھی اور بہت سے تعلیمی اور تحقیقی ادارے قائم کیے نیز رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' جاری کیا۔1867ء میں اردو ہندی تنازعہ شروع ہوا تو سرسید رحمۃاللہ علیہ نے وقت سے پہلے محسوس کر لیا کہ مستقبل میں ہندو اور مسلمان دونوں قومیں کسی کام میں متحد نہ ہو سکیں گی اور دونوں کے راستے جدا ہو جائیں گے۔

انتہا پسند ہندو تحریکیں:۔

بیسویں صدی کے آخری دو عشروں میں انتہا پسند ہندوؤں نے ''آریہ سماج'' جیسی مسلم دشمن تحریک شروع کی جس کا مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا۔ بنکم چندر اچیٹر جی نے ایک ناول ''آنند مٹھ'' لکھ کر ہندوؤں کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ ''بندے ماترم'' ترانہ اسی ناول کا حصہ ہے۔

پاکستان جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی 90 سالہ جدوجہد کا حاصل ہے۔ اس جدوجہد کی نوعیت سمجھنے کے لیے اس نوّے سالہ دور کے اہم ترین واقعات سے ہمارا واقف ہونا ضروری ہے۔

تقسیم بنگال:۔

1905ء میں وائسرائے لارڈ کرزن نے انتظامی مشکلات کے پیش نظر صوبہ بنگال کو دو حصوں مشرقی بنگال اور مغربی بنگال میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا لیکن ہندوؤں اور کانگریس نے اس تقسیم کی مخالفت کی جس سے مسلمان یہ محسوس کرنے لگے کہ انہیں ایک ایسی جماعت قائم کرنی چاہیے جو صرف ان کی نمائندگی کرے۔

شملہ وفد اور جداگانہ انتخاب کا مطالبہ:۔

35 مسلمان رہنماؤں کے ایک وفد نے یکم اکتوبر 1906ء کو شملہ میں وائسرائے لارڈ منٹو سے ملاقات کر کے مسلمانوں کے مطالبات پیش کیے۔ جن میں جداگانہ انتخاب کا مطالبہ سرفہرست تھا۔ وائسرائے نے وفد کے مطالبات کا حوصلہ افزاء جواب دیا۔

مسلم لیگ کا قیام:۔

شملہ وفد کی کامیابی سے حوصلہ پا کر دسمبر 1906ء میں ''محمڈن ایجوکیشنل'' کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ مسلم لیگ کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات کو آئینی طریقے سے حکومت کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

آئینی مسئلے کے حل کی تجاویز:۔

ہندوستان کے آئینی مسائل بہت پیچیدہ تھے۔ ہندوؤں، مسلمانوں اور حکومت برطانیہ کے نقطہ ہائے نظر کے درمیان مفاہمت کی راہ تلاش کرنے کے لیے تینوں فریقوں کی طرف سے بہت سی کوششیں کی گئیں۔ جن میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل تھیں:

1۔ منٹو مورلے اصلاحات یا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1909ء (مسلمانوں کے مطالبات کی روشنی میں حکومت برطانیہ کی رعایتیں خصوصاً جداگانہ انتخاب)

2۔ میثاق لکھنو 1916ء (کانگریس اور مسلم لیگ کے متفقہ آئینی مطالبات)

3۔ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات یا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء۔

4۔ دہلی مسلم تجاویز 1927ء (قائداعظم کی ایک اور مصالحانہ کوشش)

National Book Foundation

5۔ سائمن کمیشن 1928ء۔

6۔ نہرو رپورٹ 1928ء (کانگریس کا مسلم دشمنی پر مبنی نقطہ نظر)

7۔ آل پارٹیز مسلم کانفرنس (1928-1929)

8۔ قائداعظمؒ کے چودہ نکات 1929ء (مسلمانوں کے کم سے کم آئینی مطالبات، قائداعظمؒ کی طرف سے کسی متفقہ آئینی حل پر پہنچنے کی ایک کوشش)

9۔ گول میز کانفرنس (لندن) 1930ء تا 1932ء تین اجلاس (حکومت برطانیہ کی طرف سے کسی متفقہ آئینی حل تک پہنچنے کی ایک کوشش)۔

10۔ نیا آئینی ڈھانچہ۔۔۔1935ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ۔

11۔ کرپس مشن کی آمد اور ناکامی (1942)

12۔ کابینہ مشن کا منصوبہ (1946ء) ہندوستان کے آئینی مسئلے کے حل کی ایک مخلصانہ برطانوی کوشش۔

13۔ وزیراعظم برطانیہ کا اعلان 20 فروری 1947ء (جون 1948ء تک ہندوستان چھوڑنے کا فیصلہ)

14۔ مونٹ بیٹن کی آمد۔ تین جون کا منصوبہ 1947ء (تقسیم ہند کا حتمی اعلان)

15۔ قانونِ آزادی ہند جولائی 1947۔ (برطانوی پارلیمنٹ سے منظوری)

مسلم لیگ کی جدوجہد کا ارتقاء:۔

1۔ قیام۔۔۔۔ڈھاکہ 1906ء۔

2۔ 1908ء مسلم لیگ کی لندن شاخ کا قیام۔

3۔ 1913ء مسلم لیگ کے مقاصد میں واضح تبدیلی۔ برطانوی حکومت کے زیرِ سایہ سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ۔

4۔ 1913ء میں قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی مسلم لیگ میں شمولیت۔

5۔ 1916ء کانگریس لیگ مصالحت (میثاق لکھنو)

6۔ 1920ء قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی ہوم رول لیگ اور کانگریس سے علیحدگی۔

7۔ 1927ء تجاویز دہلی۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کی اور مصالحانہ پیش کش۔

8۔ 1929ء قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کے چودہ نکات پر مبنی قرارداد کی منظوری۔

9۔ 1930ء الٰہ آباد (علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کی طرف سے مسلمانوں کی سیاسی خودمختاری کی تجویز)

10۔ 1935ء قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ کی طرف سے مسلم لیگ کی تنظیم نو کے اقدامات

11۔ 1937ء انتخابات میں مسلم لیگ کی ناکامی

12۔ 1937ء تا 1939ء کانگریسی حکومتوں کے خلاف عوامی تحریک، مسلم لیگ کے عوامی دور کا آغاز۔

13۔ 1940ء قرارداد پاکستان کی منظوری۔

14۔ 46-1945ء میں انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی۔

15۔ 16 اگست 1946ء ڈائریکٹ ایکشن ڈے، مسلم لیگ کی طرف سے پورے ہندوستان میں اپنی عوامی طاقت کا مظاہرہ۔

دیگر اہم واقعات:۔

1۔ تقسیم بنگال کی تنسیخ 1911ء

2۔ علی گڑھ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا 1920ء۔

3۔ تحریک خلافت کا آغاز 1919ء (مقصد یہ تھا کہ انگریز جنگ عظیم اول میں اپنی فتح کے نتیجے میں مسلمانوں کے اتحاد کی علامت ترکی خلافتِ اسلامیہ کو ختم نہ کر دیں۔ یہ ہندو مسلم اتحاد کا مثالی دور تھا۔)

4۔ 1924ء مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ لہٰذا تحریک خلافت بھی دم توڑ گئی۔

5۔ 24-1923ء سول نافرمانی کی تحریک، جو خلافت کے تحفظ کے لیے گاندھی جی کی قیادت میں شروع کی گئی تھی، ختم ہونے کے ساتھ ہی پورے ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کا دور شروع ہو گیا۔

6۔ 1933ء چوہدری رحمت علی رحمۃاللہ علیہ نے پاکستان کا نام تجویز کیا اور پاکستان نیشنل موومنٹ قائم کی۔

7۔ قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ جو ہندوستان کی سیاست اور مسلمانوں کی بے حسی سے دل برداشتہ ہو کر 1931ء میں لندن میں مقیم ہو گئے تھے، 1934ء میں مسلمان رہنماؤں اور خاص طور پر علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کی درخواست پر واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔

8۔ 1937ء ہندوستان کے گیارہ میں سے آٹھ صوبوں میں کانگریس یا اس کی حامی حکومتیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے اکثر حکومتوں نے بُری حکمرانی کی مثال قائم کی اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کا مظاہرہ کیا۔

9۔ 1937ء ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' نے علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کے مشورے پر آزاد اسلامی ریاست کا مطالبہ اپنے آئین میں شامل کر لیا۔

10۔ اکتوبر 1939ء کانگریسی وزارتیں جنگ عظیم میں ہندوستان کی شمولیت کے مسئلے پر برطانوی حکومت سے اختلاف کی بناء پر مستعفی ہو گئیں۔

11۔ 22 دسمبر 1939ء قائدِاعظم رحمۃاللہ علیہ کی اپیل پر مسلمانوں نے یوم نجات منایا (یعنی بُری حکومتوں سے نجات کا دن)

National Book Foundation

12۔ جون 1945ء شملہ کانفرنس میں وائسرائے لارڈ ویول اور ہندوستانی لیڈر کسی متفقہ آئینی حل پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے۔

13۔ اکتوبر 1946ء مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شرکت کر کے اسے ناکام بنادیا۔

14۔ 11 اگست 1947ء کراچی میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس ہوا۔

15۔ 14 اگست، انتقال اقتدار کی تقریب سے برطانیہ کے آخری وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن کا الوداعی خطاب۔۔۔۔۔ایک نئے دور کا آغاز۔

آئندہ صفحات میں ہم چند ایسے واقعات کا تفصیل سے مطالعہ کریں گے جو تحریک پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اوپر بیان کیے گئے پس منظر کی روشنی میں ان تاریخ ساز واقعات کو سمجھنا ہمارے لیے آسان ہو گا۔

تحریک علی گڑھ

علی گڑھ تحریک کا پس منظر:۔

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب تھا جس نے جنوبی ایشیا کی سیاسی اور معاشرتی زندگی کی بنیادیں تک ہلا دیں۔اس دور میں سر سید احمد خان رحمۃاللہ علیہ جیسی تاریخ ساز شخصیت پیدا ہوئی۔انہوں نے جنگ آزادی میں انگریزوں کی مدد کی تھی اور ان کی جانیں بچائی تھیں کیونکہ وہ بدلے ہوئے حالات میں حکومت برطانیہ سے تصادم کی پالیسی کو مسلمانوں کے لیے مہلک سمجھتے تھے۔ سر سیدؒ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ انگریز حکومت کی مخالفت چھوڑ کر انگریزوں سے مفاہمت کی راہ پر چلیں۔ سیاست سے الگ رہیں، انگریزی تعلیم حاصل کریں، سرکاری ملازمتیں حاصل کریں اور انگریزوں کی وفادار رعایا بن کر رہیں۔

سر سیدؒ کی اس تحریکِ مفاہمت کو ہماری تاریخ میں ''علی گڑھ تحریک'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ اس تحریک سے متاثر ہوا جب کہ ایک اس سے بھی بڑے طبقے نے مفاہمت کے رویئے کو اپنی ملی غیرت اور دینی تقاضوں کے خلاف سمجھ کر اس کی مخالفت کی اور کہا کہ سر سیدؒ کا پروگرام خواہ کتنی ہی نیک نیتی اور خیر خواہی پر مبنی کیوں نہ ہو ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان ہمیشہ کے لیے انگریزوں کی ذہنی غلامی کا شکار ہو جائیں گے۔

سر سیدؒ کی تحریک کے مقاصد کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ مسلمانوں اور انگریزوں میں مفاہمت پیدا کرنا، دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا۔

2۔ مسلمانوں میں تعلیم کو عام کرنا، انہیں انگریزی زبان اور علوم کی تعلیم دینا اور انگریزی تہذیب سے مانوس کرنا۔

3۔ مسلمانوں کو انگریزوں کی وفادار رعایا بنا کر انہیں سیاست سے الگ رکھنا۔

4۔ مسلمانوں اور ہندوستان کی دوسری قوموں میں مفاہمت اور دوستی کے تعلق کو پروان چڑھانا۔

مساعی:۔

سر سید احمد رحمۃاللہ علیہ نے اپنے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جو اقدامات کیے ان میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔اسباب بغاوت ہند:۔

1859ء میں سر سیدؒ نے برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کے لیے "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی۔انہوں نے لکھا کہ 1857ء کی بغاوت کو کسی طرح مسلمانوں کی جنگ آزادی کا نام نہیں دیا جاسکتا۔یہ محض چند شرارتی لوگوں کا کھڑا کیا ہوا ہنگامہ تھا۔انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت کی بعض غلط پالیسیاں بھی لوگوں کو بغاوت پر اکسانے کا باعث بنیں۔مسلمان ہمیشہ 1857ء کے واقعات کو "جنگ آزادی" کہتے رہے ہیں لیکن سر سیدؒ نے اسے غدر اور بغاوت ہی لکھا ہے۔

2۔لائل محمڈنز آف انڈیا:۔

1860ء میں سر سید احمد رحمۃاللہ علیہ نے "لائل محمڈنز آف انڈیا" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔اس رسالے میں ان خاندانوں کی خدمات کا تذکرہ کیا جاتا تھا جنہوں نے جنگ آزادی کے زمانے میں اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر انگریزوں کی مدد کی تھی اور ان کی جانیں بچائی تھیں۔

3۔انگریزوں سے مفاہمت کی کچھ اور کوششیں:۔

مسلمانوں اور انگریزوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوششوں میں سر سید رحمۃاللہ علیہ کی تصنیفات، تحقیقِ لفظ نصاریٰ، انجیل کی تفسیر، تبئین الکلام، رسالہ احکامِ طعام اہل کتاب اور رسالہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

4۔سکولوں کا قیام:۔

اپنی ملازمت کے دوران سر سید رحمۃاللہ علیہ نے 1859ء میں مراد آباد میں اور 1862ء میں غازی پور میں سکول قائم کیے۔

5۔سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام:۔

1863ء میں سر سیدؒ نے سائنٹیفک سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ انگریزی زبان میں شائع ہونے والی اہم علمی کتابوں کو اُردو میں ترجمہ کرایا جائے۔

6۔انگلستان کے تعلیمی نظام کا جائزہ:۔

1869ء میں سر سید رحمۃاللہ علیہ کو انگلستان جانے کا موقع ملا۔انگلستان میں انہوں نے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں کے نظام کا مطالعہ کیا۔انگلستان سے واپسی پر انہوں نے "خواستگاری ترقی تعلیم مسلمانانِ ہند" کے نام سے ایک کمیٹی قائم کی۔

7۔ایم اے او سکول کی بنیاد:۔

کمیٹی نے پہلے قدم کے طور پر 1875ء میں علی گڑھ کے مقام پر محمڈن اینگلو اورئینٹل سکول (ایم۔اے۔او سکول) قائم کیا۔

8۔ کالج کا قیام:۔

دو سال بعد، 1877ء میں قائم ایم اے او سکول کو کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ کالج کا سنگِ بنیاد وائسرائے لارڈ لٹن نے رکھا۔ وائسرائے نے اپنی جیب سے دس ہزار روپے چندہ دیا۔

9۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا قیام:۔

ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جا کر مسلمانوں کو تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے 1886ء میں سر سیدؒ نے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس قائم کی، سر سیدؒ کے انتقال کے بعد 1906ء میں اسی کانفرنس کے ایک جلسے میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔

10۔ سیاسی خدمات اور دو قومی نظریہ:۔

سیاست کے میدان میں سر سید احمد خان رحمۃاللہ علیہ کی مندرجہ ذیل خدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

الف۔ انہوں نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل (Imperial Lagislative Council) کے رکن کی حیثیت سے ہندوستانیوں کے مطالبات کے حق میں آواز اٹھائی۔

ب۔ 1867ء میں جب بنارس کے ہندوؤں نے اُردو کی بجائے ہندی کو سرکاری دفاتر میں رائج کرنے کی تحریک چلائی تو سر سید رحمۃاللہ علیہ جو ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے، انھیں نہایت مایوسی ہوئی۔ انہوں نے مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ اس کی وضاحت انہوں نے ان الفاظ میں کی:

''وائسرائے کی کونسل میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد متعین ہونی چاہیے ہندو ممبروں کو ہندو منتخب کریں اور مسلمان ممبروں کو مسلمان''۔

مسلم لیگ کا قیام

قیام کا پس منظر:۔

مندرجہ ذیل اسباب مسلم لیگ کے قیام کا باعث بنے۔

1۔ برطانوی نظام حکومت:۔

1858ء کے بعد قائم ہونے والا برطانوی نظام حکومت جمہوری تھا۔ ہندو چونکہ تعداد میں زیادہ تھے لہٰذا جمہوری نظام میں ہندوستان کی حکومت کے قابض ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ معاشی طور پر انگریز مسلمانوں کو پہلے ہی پس ماندہ بنا چکے تھے۔

2۔ انتہا پسند ہندوؤں کا تعصب:۔

1867ء میں بنارس کے ہندوؤں نے اردو کے خلاف اور ہندی کو سرکاری زبان بنانے کے حق میں تحریک چلائی۔ اس دور میں ہندو انتہا پسندوں نے مسلمانوں کے خلاف ''آریہ سماج''، جیسی تحریکیں چلا کر اُنہیں دوبارہ ہندو بنانے کی کوشش کی۔ ہندو ادیبوں اور شاعروں نے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب پھیلایا اور لوگوں کے جذبات بھڑکائے۔

3۔انڈین نیشنل کانگرس کی بنیاد:۔

1885ء میں ایک ریٹائرڈ انگریز افسر اے او ہیوم نے ''انڈین نیشنل کانگریس'' کی بنیاد رکھی۔ ہندوؤں نے اس جماعت کا خیر مقدم کیا اور بڑی تعداد میں کانگرنس میں شامل ہو گئے۔

4۔جداگانہ انتخابات کا مطالبہ:۔

سر سیدؒ نے کہا کہ برطانوی طرز کا جمہوری نظام ہندوستان کے حالات کے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس طریق انتخابات کے نتیجے میں مسلمان ہمیشہ کے لیے ہندوؤں کے غلام بن جائیں گے۔ انہوں نے جداگانہ انتخاب کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو کامیاب بنانے کے لیے ضروری تھا کہ مسلمان اپنی نمائندہ سیاسی جماعت قائم کریں۔

5۔بنگال کی تقسیم اور کانگریس کا رویہ:۔

1905ء میں برطانوی حکومت نے صوبہ بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ چونکہ مشرقی بنگال کے مسلم اکثریت کا صوبہ بن جانے سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اس لیے ہندوؤں نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور پورے ملک خصوصاً بنگال میں توڑ پھوڑ اور تشدد کی تحریک چلائی۔ کانگرس نے اس تحریک میں ہندوؤں کی حمایت کر کے مسلمانوں کو مایوس کر دیا۔

6۔برطانیہ میں حکومت کی تبدیلی:۔

1905ء کے انتخابات میں برطانیہ میں لبرل پارٹی برسر اقتدار آ گئی۔ اس پارٹی نے ہندوستان میں آئینی اصلاحات نافذ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مسلمان رہنماؤں نے باہمی مشورے کے بعد طے کیا کہ انہیں مسلمان قوم کے مطالبات حکومت کے سامنے پیش کرنے چاہئیں۔

7۔شملہ وفد کی کامیابی:۔

35 مسلمان رہنماؤں کے ایک وفد نے یکم اکتوبر 1906ء کو شملہ میں وائسرائے لارڈ منٹو سے ملاقات کی اور مسلمانوں کے مطالبات وائسرائے کے سامنے پیش کئے جن میں اہم ترین مطالبہ یہ تھا کہ تمام نمائندہ اداروں میں مسلمانوں کے لیے نشستیں مخصوص کی جائیں، ان نشستوں پر انتخاب صرف مسلمان ووٹرز کریں۔ وائسرائے نے شملہ وفد کے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا جس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

8۔آل انڈیا مسلم لیگ کی تاسیس:۔

دسمبر 1906ء میں ''آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس'' کے سالانہ اجلاس کے بعد نواب وقار الملک کی زیر صدارت ایک جلسہ ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ مسلم لیگ کے قیام کی قرارداد نواب سلیم اللہ نے پیش کی۔ مولانا ظفر علی خانؒ، حکیم اجمل خانؒ اور مولانا محمد علی (جوہرؒ) نے اس کی تائید کی، سر آغا پہلے صدر بنائے گئے۔

اغراض و مقاصد:۔

قیام کے وقت مسلم لیگ کے لیے درج ذیل مقاصد کا تعین کیا گیا:

ا۔ ہندوستانی مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے وفاداری کے جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کسی کارروائی سے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کے حقوق، بالخصوص سیاسی حقوق، کی حفاظت کرنا اور ان کی خواہشات و ضروریات کو مودبانہ طریقے سے حکومت تک پہنچانا۔

۳۔ مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر دوسری ہمسایہ قوموں سے مفاہمت اور دوستی کے تعلقات پیدا کرنا۔

مقاصد میں تبدیلی:۔

مارچ 1913ء میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پر مسلم لیگ کے آئین میں تبدیلی کی گئی اور حکومت سے وفاداری کی بجائے تاجِ برطانیہ کے تحت "ہندوستان کے حالات کے مطابق سیلف گورنمنٹ کا قیام" مسلم لیگ کا مقصد قرار پایا۔ اس طرح مسلم لیگ کی تاریخ کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

تحریک خلافت۔ واقعات و نتائج

پس منظر:۔

پہلی جنگ عظیم (1914ء تا 1918ء) میں برطانیہ اور اس کے اتحادی (جن میں امریکہ بھی شامل تھا) ترکی پر فتح پانے میں کامیاب ہو گئے۔ جنگ کے اختتام پر ایسے حالات نظر آنے لگے کہ اتحادی طاقتیں ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے کچھ حصوں پر قابض ہو جائیں گی، مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی جائے گی اور ترکی خلافت کو جسے پوری دنیا کے مسلمان، عالم اسلام کے اتحاد کی علامت سمجھتے تھے ختم کر دیا جائے گا۔ ان امکانات نے ہندوستان کے مسلمانوں کو مشتعل اور مضطرب کر دیا، انہوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے پورے ہندوستان میں ایک زبردست تحریک چلائی جس میں ہندوؤں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔

تحریک خلافت کے اہم واقعات:۔

خلافت کمیٹی کا قیام:۔

خلافت کے مسئلے پر رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے اور منظم جدوجہد کی غرض سے 1919ء میں "آل انڈیا خلافت کمیٹی" کی بنیاد رکھی گئی۔

ہندو مسلم اتحاد اور ترکِ موالات کا فیصلہ:۔

1919ء میں کانگرس نے خلافت کے مسئلے پر مسلمانوں سے تعاون کا فیصلہ کیا اور گاندھی جی کو پروگرام تشکیل دینے کا اختیار دیا۔ گاندھی جی نے حکومت سے عدم تعاون کا چار مرحلوں پر مشتمل پرامن مزاحمت کا پروگرام پیش کیا۔

خلافت وفد:۔

1920ء میں مولانا محمد علی جوہرؒ کی قیادت میں ایک وفد برطانوی حکمرانوں اور رائے عامہ کو خلافت کے مسئلے پر مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کرنے کے لیے برطانیہ گیا۔ حکومتِ برطانیہ نے وفد کی بات سننے سے انکار کر دیا۔

معاہدہ سیورے:۔

مئی 1920ء میں اتحادی طاقتوں نے ایک معاہدے کے ذریعے ترکی کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا۔ یورپ اور عالمِ عرب میں ترکی کے تمام مقبوضہ علاقے اس سے چھین لیے گئے۔ یہ معاہدہ جس مقام پر ہوا اس کا نام سیورے تھا۔

تحریکِ ترک موالات:۔

مولانا محمد علیؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا حسرت موہانیؒ نے اپنی شعلہ بیاں تقریروں سے پورے ہندوستان کو جذبات کا آتش فشاں بنا دیا۔ خلافت کمیٹی نے یکم اگست 1920ء کو پورے ہندوستان میں ہڑتال کرائی اور گاندھی جی کو تحریک عدم تعاون کا لیڈر منتخب کیا۔ ترکِ موالات کی تحریک میں عدالتوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ ملازمین نے سرکاری ملازمتیں ترک کر دیں، طلباء نے حکومت کے تعلیمی ادارے چھوڑ دیئے اور بعض خطاب یافتہ لوگوں نے خطابات حکومت کو واپس کر دیئے۔ علی برادران کو حکومت سے بغاوت کے الزام میں گرفتار کر کے دو سال قید سخت کی سزا دی گئی۔

سول نافرمانی:۔

نومبر 1921ء میں حکومت کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی تحریک شروع ہوئی اور تقریباً بیس ہزار افراد نے گرفتاریاں پیش کیں۔

موپلا بغاوت:۔

1921ء میں جنوبی ہند کے عربی النسل موپلا قبائل اور ہندو ساہوکاروں کے درمیان کسی مقامی مسئلے پر فسادات ہوئے جن کو بہانہ بنا کر حکومت نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوا دی، ہندوستان میں متعدد مقامات پر ہندو مسلم فسادات ہوئے۔

چورا چوری کا سانحہ:۔

1922ء میں یو۔پی کے قصبے چورا چوری میں ایک مشتعل ہجوم نے ایک تھانے کا گھیراؤ کیا اور پولیس کے 21 ملازمین کو جلا کر ہلاک کر دیا۔

تحریک کا خاتمہ:۔

چورا چوری کے سانحہ کو بنیاد بنا کر گاندھی جی نے اعلان کیا کہ چونکہ یہ تحریک اب عدم تشدد کے اصول پر قائم رہی اس لیے اس کو ختم کر دینا بہتر ہے۔ انہوں نے عین عروج کے زمانے میں سول نافرمانی کی تحریک کو ختم کر دیا۔

ا

لیڈر شپ کا ردِّ عمل:۔

تمام ہندو اور مسلمان لیڈروں نے تحریک کے اچانک خاتمے پر افسوس اور حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اب جبکہ ہندوستان کی آزادی کی منزل قریب آچکی تھی اس قسم کے فیصلے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

خلافت کا خاتمہ:۔

ترکی میں اتاترک کو اقتدار حاصل ہو گیا اور انہوں نے 3 مارچ 1924ء کو خلافت کے ہمیشہ کے لیے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح ہندوستان میں خلافت کے حق میں تحریک چلانے کا جواز ختم ہو گیا۔

تحریک خلافت کے اثرات و نتائج:۔

مسلمان خلافت کو قائم نہ رکھ سکے اس طرح تحریک خلافت اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام ہو گئی۔ اس کے باوجود اس تحریک نے جنوبی ایشیا کی سیاست پر گہرے اور دور رس اثرات مرتب کیے:

1۔ برصغیر میں عوامی سیاست کا آغاز:۔

تحریکِ خلافت ہندوستان کی تاریخ کی سب سے بڑی ملک گیر عوامی تحریک تھی۔ اس تحریک میں سیاسی رہنماؤں کو پہلی مرتبہ عوام سے رابطہ قائم کرنے کا موقع ملا۔ عوام میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی۔ یہ بیداری آگے چل کر ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے قیام کی تحریک میں مددگار ثابت ہوئی۔

2۔ آزادی ہند کی طرف ایک قدم:۔

تحریک خلافت سے انگریزوں کو ہندوستان کے عوام کی زبردست قوت، خصوصاً مسلمانوں کے دینی جذبے کی شدت کا اندازہ ہوا۔ اپنے اسی تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے برطانوی حکومت نے بعد میں ہندوستان کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

3۔ مسلمانوں کے شعورِ ملی کی تربیت:۔

تحریک خلافت نے مسلمانوں میں دین اور سیاست کی علیحدگی کے غیر اسلامی تصور کو ختم کرنے میں مدد دی۔ تحریک خلافت ایک ایسی سیاسی تحریک تھی جس کی بنیاد ایک دینی مسئلے پر تھی اور اس کی قیادت علماء کے ہاتھ میں تھی۔

4۔ ترک مجاہدین کی حوصلہ افزائی:۔

اگرچہ ہندوستان کے مسلمان خلافت کو زندہ نہ رکھ سکے لیکن جنگ کے نتیجے میں جو کچھ بچ سکا اسے بچانے اور پیش قدمی کرکے دشمنوں سے اپنے علاقے واپس لینے کی جدوجہد میں تحریک خلافت نے ترک سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ تحریک کے قائدین تحریروں اور تقریروں کو ترجمہ کرکے ترکی میں پھیلایا جاتا جس سے ترکوں میں لڑنے کا نیا ولولہ پیدا ہوتا۔

National Book Foundation

5 اعتدال پسندی کی فتح:۔

مسلمانوں میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسے اعتدال پسند رہنما بھی تھے جو اگرچہ ترکوں سے پوری ہمدردی رکھتے تھے لیکن ان کو یقین تھا کہ اشتعال اور ہنگامہ آرائی کی سیاست کے ذریعے کوئی بڑی اور پائیدار کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی لہٰذا یہ قائدین عملی طور پر تحریکِ خلافت سے علیحدہ رہے اور تحریک کی ناکامی نے ان کے نقطہ نظر کو درست ثابت کر دیا۔

قراردادِ پاکستان

پس منظر:۔

قراردادِ پاکستان ہماری آزادی کی شاہراہ کا سب سے روشن سنگ میل ہے۔ 24 مارچ 1940ء کو لاہور کے ایک تاریخی جلسے میں ملت اسلامیہ ہند نے قطعی طور پر اپنی منزل کا تعین کر لیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے کے پس منظر کے اہم ترین واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ دو قومی نظریہ:۔

مسلمان اپنے عقیدے کی رو سے ایک جداگانہ قوم ہیں۔ ان کی دینی اور ملی امنگیں ایک ایسی اسلامی ریاست میں زیادہ بہتر طور پر بروئے کار آسکتی ہیں جہاں وہ آزاد ہوں اور جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام کے تحت زندگی گزار سکیں۔

2۔ انتہا پسند ہندوؤں کی تنگ نظری:۔

ہندوؤں کے ساتھ ایک ہزار سال تک اکٹھا رہنے کے بعد ہندوستان کے مسلمان اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ انتہاء پسند ہندو انھیں کبھی باعزت ہمسایوں کا مقام دینے کے لیے تیار نہیں ہونگے۔ انتہا پسند ہندو پہلے ہی یہ اعلان کر چکے تھے کہ ہندوستان کے مسلمان ہندو مذہب اختیار کر لیں یا ہندوستان چھوڑ دیں۔

3۔ اقبال کا تصورِ ملت:۔

1930ء میں الٰہ آباد کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا شمال مغربی ہندوستان میں مسلمان وسیع و عریض علاقے میں آباد ہیں ان کا یہ حق ہے کہ مستقبل کے ہندوستانی آئین میں ان کے حقوق کا تعین ان کو ایک قوم سمجھتے ہوئے کیا جائے۔

4۔ کانگریس کا دورِ حکومت:۔

ہندو تعصب کا وہ مظاہرہ جو مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کا فوری سبب بنا۔ 1937ء میں قائم ہونے والی کانگرسی وزارتوں کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ 1937ء سے 1939ء تک کام کرنے والی کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں کو متحدہ ہندوستان میں بحیثیت قوم ان کے مستقبل سے مایوس کر دیا۔

National Book Foundation

-

ا

5 مسلم لیگ کی مقبولیت:۔

کانگرسی حکومتوں کے مسلمانوں سے تعصب اور قائدِ اعظم رحمۃاللہ علیہ کی شاندار حکمت عملی نے اس مسلم لیگ کو جو 1936ء 1937ء کے انتخابات میں بری طرح ناکام رہی تھی، دو سال کی قلیل مدت میں ایک زبردست قوت بنادیا۔ ہندوستان کے ہر حصے میں مسلمان رہنمائی کے لیے مسلم لیگ کی طرف دیکھنے لگے۔

6۔ مسلم لیگ کا لاہور اجلاس:۔

1940ء میں مسلم لیگ کا سالانہ تاریخی اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ 22 مارچ 1940ء کو بعد از نماز جمعہ منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں تقریباً ایک لاکھ افراد کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا:

> ''لفظ قوم کی کسی بھی تعریف کی رو سے مسلمان ایک قوم ہیں، ان کا اپنا وطن اپنا خطہ ارض اور اپنی ریاست ہونی چاہیے۔ ہم آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن اور آشتی سے رہنا چاہتے ہیں۔ یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ہندوستان میں ایک مرکزی حکومت قائم کر دی جائے، حالانکہ بارہ سو برس کی تاریخ شاہد ہے کہ یہ اتحاد کبھی حاصل نہیں ہو سکا، ہندوستان ہمیشہ سے ہی ہندو ہندوستان اور مسلم ہندوستان میں تقسیم رہا ہے۔''

قرارداد لاہور کی منظوری:۔

23 مارچ 1940ء کو بنگال کے وزیر اعلیٰ مولوی فضل الحقؒ نے مسلم لیگ کے لاہور اجلاس میں وہ تاریخی قرارداد پیش کی جو بعد میں ''قرارداد پاکستان'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ قرارداد 24 مارچ کے اجلاس میں منظور کی گئی۔

قرارداد لاہور کے اہم نکات:۔

قرارداد لاہور کی صورت میں مسلمانانِ ہند نے دوٹوک انداز میں یہ بات واضح کر دی کہ وہ مستقبل میں صرف اسی آئین کو قبول کریں گے جو مندرجہ ذیل اصولوں کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا جائے گا۔

1۔ وفاقی سکیم کی مخالفت:۔

وہ وفاقی سکیم جو 1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں پیش کی گئی ہے اس ملک کے حالات میں قطعاً ناموزوں اور ناقابلِ عمل ہے۔ ہندوستان کے مسلمان اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔

2۔ خود مختار ریاستوں کا قیام:۔

مسلمان صرف اس دستور کو قبول کریں گے جس کے تحت ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں واقع علاقوں کو ملا کر آزاد اور خود مختار ریاستوں

3 اقلیتوں کے لیے تحفظات:۔

نئی قائم ہونے والی مسلم اور غیر مسلم ریاستوں کے دساتیر میں اقلیتوں کے مشورے سے ان کے مذہبی، ثقافتی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی حقوق و مفادات کی حفاظت کے لیے کافی و موئثر تحفظات رکھے جائیں۔

4۔ ریاستوں کی آزادی کی حدود کا تعین:۔

اس اجلاس نے (مسلم لیگ کی) ورکنگ کمیٹی کو یہ اختیار دیا کہ مندرجہ بالا بنیادی اصولوں کی روشنی میں ایک ایسی دستوری سکیم مرتب کرے، جس میں ان ریاستوں کو سارے معاملات یعنی دفاع، خارجہ، رسل ورسائل سسٹم اور دیگر ضروری امور کا اختیار دیا گیا ہو۔

تجزیہ:۔

قرارداد لاہور کے تجزیاتی مطالعہ سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

نام لیے بغیر آزاد ریاست کا مطالبہ:۔

قرارداد میں کہیں بھی، پاکستان، کا نام استعمال نہیں کیا گیا۔

ریاست (State) کی بجائے ریاستوں (States) کا مطالبہ:۔

قرارداد لاہور میں آزاد ریاست (State) کی بجائے ریاستوں (States) کا لفظ استعمال کیا گیا تھا لیکن 1941ء میں اس الجھن کو دور کرنے کے لیے مسلم لیگ کے مدراس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی، جس میں کہا گیا کہ:

"ہر شخص کو یہ بات غور سے سن لینی چاہیے کہ ہم ایک آزاد اور خود مختار مسلم ریاست کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں۔"

غیر متعین حدود:۔

قرارداد لاہور میں مطلوبہ ریاستوں کی حدود واضح طور پر متعین نہیں کی گئیں بلکہ خطوں، اکائیوں اور علاقوں وغیرہ کے لفظ استعمال کئے گئے۔

رد عمل کی وضاحت:۔

قرارداد لاہور کی منظوری کے فوراً بعد ہندو اخبارات نے مذاق کے طور پر "اسے قرارداد پاکستان" کہنا شروع کیا۔ مسلمانوں نے اس "طعنے" کو خوشی سے قبول کر لیا۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد قرارداد لاہور، قراردادِ پاکستان کے نام سے مشہور ہو گئی۔ خود قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کچھ عرصہ بعد پاکستان کا نام اپنی تقریروں میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ 1946ء میں دہلی میں ہونے والے مسلم نمائندوں کے کنونشن نے ان تمام نکات کی وضاحت کر دی جو قرارداد پاکستان میں واضح نہیں ہو سکے تھے۔

قرار دادلاہور کی اہمیت:۔

قرار دادلاہور کی منظوری کو بلاشبہ مسلمانانِ ہند کی جدوجہد آزادی کے اہم ترین واقعہ کی حیثیت حاصل ہے۔اس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

نصب العین کا تعین:۔

قرار دادِلاہور کی صورت میں جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں نے اپنی نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پہلی مرتبہ آزاد اسلامی ریاست کے قیام کو اپنا قطعی نصب العین قرار دیااور اس کے لیے ہر قسم کی قربانیاں دینے کا عزم کیا۔

مسلم لیگ کی قیادت پر اظہارِ اعتماد:۔

مسلمانوں کی اپنے نصب العین سے وابستگی اور مسلم لیگ پر اعتماد کا مظاہرہ 46-1945ء کے انتخابات میں ہوا۔ یہ انتخابات مسلم لیگ نے پاکستان کے نعرے پر لڑے۔46-1945ء کے انتخابات میں 1937ء کے انتخابات کی یہ شکست خوردہ جماعت ایک بہت بڑی طاقت بن کر ابھری۔

قیامِ پاکستان:۔

اس قرار داد نے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد کا رخ متعین کر دیااور انہیں وہ عزم اور حوصلہ عطا کیا جس کے باعث وہ صرف سات سال کی مختصر مدت میں اپنا آزاد وطن ''پاکستان''حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

National Book Foundation

کرِپس مشن

دوسری جنگ عظیم کے دوران 1942ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایسا وقت آیا جب برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی پوزیشن بہت کمزور نظر آنے لگی۔ حکومتِ برطانیہ کو اپنی جنگی ضروریات کے لیے ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کے تعاون کی ضرورت تھی۔ لہٰذا برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے آئینی تجاویز کا ایک مسودہ تیار کرایااور مارچ 1942ء میں سر سٹیفرڈ کرپس کے ہاتھوں یہ مسودہ ہندوستان بھیجا۔ کرپس نے ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں سے گفتگو کرنے کے بعد 30مارچ 1942ء کو یہ مسودہ شائع کیا۔

کرپس مشن کی تجاویز:۔

1۔ جنگ کے خاتمے پر ہندوستان کے لیے ہندوستان کے نمائندوں پر مشتمل ایک دستور ساز ادارہ قائم کیا جائے گا۔

2۔ ہندوستان کو درجہ نوآبادیت (Dominion Status) دیا جائے گا۔اسے مکمل خود مختاری حاصل ہو گی۔

3۔ دستور ساز ادارے میں شاہی ریاستوں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔

4۔ اس آئین کو نافذ کرنے کی ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہو گی لیکن اگر صوبہ نئے آئین کو قبول نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ حیثیت کو برقرار رکھ سکے گا۔ بعد میں اسے نئے آئین کے تحت وفاق میں شامل ہونے کی آزادی حاصل ہو گی۔

5۔ جنگ کے خاتمے پر صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوں گے۔ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان اپنی تعداد کے دسویں حصے کے برابر تعداد میں دستور ساز اسمبلی کے ارکان کا انتخاب کریں گے۔

6۔ جنگ کے خاتمے تک حکومت برطانیہ ہندوستانی عوام کے تعاون سے حکومت کا کاروبار چلاتی رہے گی۔

7۔ اس منصوبے میں ترمیم نہیں کی جاسکے گی اسے مکمل طور پر قبول یا مکمل طور پر مسترد کرنا ہوگا۔

رد عمل:۔

دونوں بڑی جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ نے کرپس کے منصوبے کو مسترد کر دیا۔ کانگرس نے اس لیے کہ وہ حکومت برطانیہ کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر فوری اور مکمل آزادی کا مطالبہ منوانا چاہتی تھی۔ دوسرے یہ کہ اسے منصوبے میں ہندوستان کی تقسیم کے امکانات نظر آتے تھے۔ مسلم لیگ نے کہا کہ منصوبے میں ایک وفاقی ہندوستان کا تصور پیش کیا گیا ہے جب کہ مسلم لیگ کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ برصغیر کے مسئلے کا واحد حل برصغیر کی تقسیم ہے۔

1945-46 کے انتخابات

دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد دسمبر 1945ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی جنوری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات منعقد ہوئے۔ مسلم لیگ نے یہ انتخابات دو اصولوں کی بنیاد پر لڑے:

1۔ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

2۔ مسلم لیگ کا نصب العین پاکستان کا قیام ہے۔

ان انتخابات میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے لیے 30 نشستیں مخصوص تھیں، جو تمام مسلم لیگ نے جیت لیں۔ دسمبر 1946ء تک صورت حال یہ ہو چکی تھی کہ صوبائی اسمبلیوں کے 495 مسلمان ارکان میں سے 440 ارکان مسلم لیگ سے تعلق رکھتے تھے۔ مسلم لیگ کی اس عظیم کامیابی نے اس کے دونوں دعوؤں کی تصدیق کر دی۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی اور یہ کہ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ اور نصب العین تھا۔

مسلم لیگ نے اپنے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے مسلمان نمائندوں کا ایک کنونشن دہلی میں منعقد کیا۔ یہ کنونشن 7 سے 9 اپریل تک جاری رہا۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ نے کنونشن کی صدارت کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:

> ''ہماری تجویز کے مطابق دستور بنانے کے لیے دو بااختیار دستور ساز اسمبلیاں ہوں گی ایک ہندوستان کے لیے دوسری پاکستان کے لیے۔''

کابینہ مشن کا منصوبہ

پس منظر:۔

46-1945ء کے انتخابات کے دوران حکومت برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ برطانوی کابینہ کے ارکان پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا جائے گا جو ہندوستانی نمائندوں، سیاسی جماعتوں، رائے عامہ کے مختلف طبقات اور حکومت ہند کے مشورے سے ہندوستان کے دستوری مسئلے کا قابل عمل حل تلاش کرے گا۔

وفد کی آمد:۔

برطانوی حکومت نے تین وزراءپر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا جو 24 مارچ 1946ء کو لندن سے دہلی پہنچا۔ کانگریس کی طرف گاندھی جی اور مولانا ابوالکلام آزادؒ نے متحدہ ہندوستان اور وفاقی نظام حکومت کا مطالبہ پیش کیا۔ قائد اعظم رحمۃاللہ علیہ نے قیام پاکستان کو ہندوستان کے مسئلے کا واحد حل قرار دیا۔

ہندوستانی قیادت سے مذکرات اور ناکامی:۔

کانگریس اور مسلم لیگ کے نقطہ نظر میں وسیع اختلاف تھا۔ اس اختلاف میں مصالحت کا راستہ تلاش کرنے کے لیے کابینہ مشن کے ارکان نے 5 تا 12 مئی 1946ء شملہ میں دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی کانفرنس بلائی۔ اس کانفرنس کے دو اجلاس ہوئے لیکن بنیادی اختلافات پر کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا اس لیے کانفرنس کی ناکامی کا اعلان کر دیا گیا۔

سفارشات:۔

کانفرنس کی ناکامی کے بعد 16 مئی 1946ء کو مشن نے اپنی تجاویز اس دعوے کے ساتھ پیش کیں کہ ان کو قبول کرنے کی صورت میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو ضروری تحفظات بھی حاصل ہو جائیں گے اور ہندوستان کی وحدت بھی برقرار رہ سکے گی۔

تجاویز کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

1۔ آل انڈیا یونین کا قیام:۔

برطانوی ہند اور شاہی ریاستوں پر مشتمل ایک کل ہند یونین قائم کی جائے گی جسے امور خارجہ دفاع اور مواصلات پر کنڑول حاصل ہو گا۔ مرکز کو ٹیکس لگانے کا اختیار حاصل ہو گا، یونین کی اپنی پارلیمنٹ اور انتظامیہ ہو گی۔

2۔ صوبوں کی گروپوں میں تقسیم:۔

صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ الف میں چھ ہندو صوبے تھے، گروپ ب میں تین مسلمان صوبے اور گروپ ج میں دو مسلمان صوبے شامل تھے۔

3۔صوبائی گروپوں کی داخلی آزادی:۔

کہا گیا کہ آئین ساز اسمبلی کے ارکان تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور اپنے اپنے گروپ میں شامل صوبوں کے لیے آئین بنائیں گے۔نئے آئین کے تحت پہلے انتخابات کے دس برس بعد کسی صوبے کی مجلس قانون سازیہ کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ صوبے کی گروپ سے علیحد گی کا فیصلہ کر سکے۔

4۔عبوری مرکزی حکومت کا قیام:۔

دستور کی تیاری اور نفاذ تک تمام بڑی سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت مرکز میں قائم کی جائے گی جس میں وزارت دفاع سمیت تمام عہدے ہندوستانیوں کو دیئے جائیں گے۔

رد عمل:۔

مسلم لیگ نے کابینہ مشن کا منصوبہ مکمل طور پر منظور کر لیا۔ کیونکہ اس میں قیام پاکستان کے امکانات موجود تھے۔کانگریس نے گروپوں کی تشکیل اور آئین سازی کے بارے میں تجاویز کو منظور کر لیا لیکن یہ کہہ کر اپنی منظوری کو بے معنی بنا دیا کہ یہ تجاویز محض سفارشات کا درجہ رکھتی ہیں اس لیے دستور ساز اسمبلی (جس میں ظاہر ہے کانگریس کی اکثریت ہونا تھی) اس منصوبے میں تبدیلیاں کر سکے گی۔کانگریس کے رویے کو دیکھتے ہوئے مسلم لیگ نے بھی کابینہ مشن کے منصوبے کے لیے اپنی منظوری کو واپس لے لیا۔

شملہ کانفرنس

1944ء میں ویول کو وائسرائے بنا کر بھیجا گیا۔ ویول نے ہندوستان آنے کے بعد برصغیر کے سیاسی مسئلے کے حل کے لیے اپنے منصوبے کا اعلان کیا۔ اس منصوبے میں وعدہ کیا گیا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں فوج کے کمانڈر انچیف کے علاوہ باقی تمام ارکان ہندوستانی ہونگے۔اس میں تمام قومیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ مسلمان ارکان کی تعداد اعلیٰ ذات کے ہندو ارکان کے برابر ہو گی۔

اپنے منصوبے پر غور و فکر کے لیے ویول نے جون 1945ء میں تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی ایک کانفرنس شملہ میں طلب کی۔ گاندھی جی کے علاوہ تمام اہم قائدین نے شرکت کی۔کانگریس نے مطالبہ کیا کہ اسے مسلمانوں کے لیے مخصوص نشستوں میں سے ایک نشست پر نمائندہ مقرر کرنے کا اختیار دیا جائے۔ حکومت خود بھی یہ چاہتی تھی کہ پنجاب سے یونینسٹ پارٹی کا ایک مسلمان ممبر نامزد کرے۔ قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کا موقف یہ تھا کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے اور صرف اسی کو تمام مسلمان نمائندوں کے تقرر کا حق حاصل ہے۔اس مسئلے پر اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث کانفرنس ناکام ہو گئی۔

عبوری حکومت کا قیام

کابینہ مشن کے منصوبے پر عمل درآمد کے پہلے مرحلے کے طور وائسرائے لارڈ ویول نے جون 1946ء میں عبوری حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور اعلان کیا کہ اگر کسی ایک یا دونوں بڑی سیاسی جماعتوں (کانگریس اور مسلم لیگ) نے حکومت میں شرکت نہ کی تب متبادل انتظام کر کے حکومت تشکیل دی جائے گی۔ مسلم لیگ نے حکومت میں شامل ہونے پر رضامندی کا اظہار کیا لیکن کانگریس نے شرکت سے انکار کر دیا۔ اب طے شدہ اصول کے مطابق وائسرائے کو چاہیئے تھا کہ وہ مسلم لیگ کو حکومت بنانے کی دعوت دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے کابینہ مشن کے منصوبے سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ اور حصول پاکستان کے لیے راست اقدام کا فیصلہ کیا۔

مسلم لیگ کے انکار کے بعد 6 اگست 1946ء کو وائسرائے نے پنڈت نہرو کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی۔ حالانکہ کانگرس نے کابینہ مشن کے منصوبے کو تسلیم ہی نہیں کیا تھا۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں سے اپیل کہ وہ 16 اگست 1946ء کو راست اقدام کے دن کی حیثیت سے منائیں۔ اس دن حکومت کے تمام خطاب یافتہ مسلمان اپنے خطابات واپس کر دیں۔ یہ اپیل خاصی موثر ثابت ہوئی، ہندوؤں نے راست اقدام کو ناکام بنانے کے لیے مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں پر حملے کیے۔ کلکتہ میں ہندو مسلم فسادات میں ہزاروں افراد ہلاک ہوئے، پورے ملک میں فرقہ وارانہ کشید گی پھیل گئی۔

ان حالات میں حکومت یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ مسلم لیگ کے تعاون کے بغیر عبوری حکومت کا چلنا ممکن نہیں ہو گا۔ لہٰذا مسلم لیگ کو بھی حکومت میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی جو مسلم لیگ نے قبول کر لی۔ 26 اکتوبر کو مسلم لیگ کے پانچ نمائندوں نے حلف اٹھایا۔ لیاقت علی خان وزیر مالیات بنائے گئے۔ چونکہ تمام محکمے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وزارت مالیات کے محتاج تھے اس لیے تمام کانگریسی وزراء مسلم لیگ کے سامنے بے بس ہو گئے۔ لیاقت علی خان نے ایسا بجٹ پیش کیا جس سے کانگریس کی سرپرستی کرنے والے ہندو سرمایہ داروں کے مفادات پر ضرب پڑتی تھی۔ اب کانگرسی لیڈر گھٹنے ٹیک کر خود حکومت سے یہ مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کو پاکستان دے دیا جائے۔

تین جون کا منصوبہ

پس منظر:۔

20 فروری 1947ء کو برطانیہ کے وزیر اعظم اٹیلی نے دار العلوم میں ایک اہم اعلان کیا جس میں تین باتیں خاص طور پر اہم تھیں:

1۔ حکومت برطانیہ ہر حالت میں جون 1948ء سے پہلے اقتدار ہندوستان کے منتخب نمائندوں کے سپرد کر دینا چاہتی ہے۔

2۔ اگر دستور ساز اسمبلی مقررہ تاریخ تک آئین نہ بنا سکی تو حکومت برطانیہ یہ فیصلہ کرے گی کہ اختیارات کسی مرکزی حکومت کے سپرد کیے جائیں، بعض صوبائی حکومتوں کو دیے جائیں یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے۔

3۔ ویول کی جگہ مونٹ بیٹن کو ہندوستان کا نیا وائسرائے مقرر کیا گیا۔

مونٹ بیٹن مارچ 1946ء کے آخری ہفتے میں ہندوستان پہنچے۔ انہیں ہندوستان کے سیاسی رہنماؤں سے گفت و شنید کے بعد ہی یہ اندازہ ہو گیا کہ ہندوستان کو متحد رکھنا اب ناممکن ہو چکا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ہندوستان کی تقسیم کی ایک سکیم مرتب کی اور مئی 1947ء میں یہ سکیم لے کر لندن روانہ ہو گئے۔ حکومت برطانیہ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد ہندوستان واپس آکر مونٹ بیٹن نے یہ منصوبہ 2 جون 1947ء کو قائداعظم رحمۃاللہ علیہ سمیت ہندوستان کے سات سرکردہ رہنماؤں کو دکھایا۔ ان کی منظوری کے بعد 3 جون 1947ء کو وائسرائے نے تقسیم ہند کے اس منصوبے کا اعلان کر دیا۔ تین جون کے منصوبے کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے:

1۔ حکومت برطانیہ ہندوستان میں اپنا بنایا ہوا کوئی دستور نافذ نہیں کرے گی۔ ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی اپنا دستور خود مرتب کرے گی۔ تاہم یہ دستور ملک کے ان حصوں پر نافذ نہیں ہو گا جو اسے قبول کرنے سے انکار کریں گے۔ یہ حصے اپنی علیحدہ دستور ساز اسمبلی کے ذریعے اپنا دستور بنا سکیں گے۔

2۔ مختلف صوبوں کی اسمبلیوں کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے گا کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک دستور ساز اسمبلی میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیں۔ پنجاب، بنگال، سرحد، بلوچستان اور ضلع سلہٹ کے لیے الگ الگ فارمولا منصوبے میں بیان کیا گیا۔

3۔ شاہی ریاستوں کو دونوں میں سے کسی ایک ریاست میں شمولیت کا فیصلہ اپنے حالات اور جغرافیائی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے خود کرنے کا اختیار دیا گیا۔ انہیں یہ اختیار بھی دیا گیا کہ وہ آزاد رہ کر کسی ایک ریاست سے معاہدہ کر سکیں۔

4۔ حکومت برطانیہ اسی سال درجہ نوآبادیت (Dominion Status) کے اصول پر ایک یا دو جانشین ریاستوں کو اختیارات منتقل کر دے گی۔

قانونِ آزادیٔ ہند

جولائی 1947ء میں برطانوی پارلیمنٹ نے تین جون کے منصوبے کی بنیاد پر قانون آزادی ہند کی منظوری دے دی اس قانون میں کہا گیا کہ:

1۔ 15 اگست 1947ء کو ہندوستان پر برطانوی اقتدار ختم ہو جائے گا۔

2۔ ہندوستان کو خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

3۔ برطانوی تاجدار کے خطابات سے شہنشاہ ہندوستان کا خطاب حذف کر دیا جائے گا۔

4۔ جب تک دونوں ریاستیں اپنے اپنے دستور تیار نہیں کر لیں گی۔ 1935ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ دونوں ریاستوں میں عارضی دستور کی حیثیت سے نافذ رہے گا۔

ظہورِ پاکستان

14 اگست 1947ء کو عالمی نقشے پر دُنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت پاکستان کے نام سے ظہور پذیر ہوئی۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃاللہ علیہ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے، یوں جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی مسلم لیگ کی قیادت میں اپنے فیصلہ کن مرحلے سے گزر کر ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں نے بھاری اکثریت سے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ تاہم چونکہ ان صوبوں کے غیر مسلم اضلاع کے نمائندوں نے صوبوں کی تقسیم کا مطالبہ کیا تھا اس لیے 30 جون کو دونوں صوبوں کے لیے الگ الگ حد بندی کمیشن قائم کئے گئے۔ سندھ کی اسمبلی اور بلوچستان میں شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپلٹی کے سرکاری ارکان نے پاکستان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ صوبہ کے پی کے اور ضلع سلہٹ میں استصواب رائے (Referendum) کرایا گیا جس میں عوام نے بھاری اکثریت سے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

مشق

1۔ خالی جگہ ایسے الفاظ سے پُر کیجیے کہ بیان با معنی ہو جائے۔

1۔ سر سیدؒ نے سن ______ میں علی گڑھ سکول کی بنیاد رکھی۔

2۔ بیسویں صدی کے آخری دو عشروں میں انتہا پسند ہندوؤں نے مسلم دشمن تحریک ______ شروع کی۔

3۔ وائسرائے ______ نے صوبہ بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

4۔ شملہ وفد کے مطالبات میں ______ کا مطالبہ سر فہرست تھا۔

5۔ منٹو مورلے اصلاحات کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ______ بھی کہا جاتا ہے۔

6۔ گول میز کانفرنس کے اجلاس 1930ء سے ______ تک جاری رہے۔

7۔ سن ______ ء میں مولانا محمد علی جوہرؒ کی قیادت میں خلافت وفد نے انگلستان کا دورہ کیا۔

8۔ ______ نے پاکستان نیشنل موومنٹ قائم کی۔

9۔ سن 1930ء میں الٰہ آباد کے مقام پر ______ نے مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی۔

10۔ قرارداد لاہور بنگال کے وزیر اعلیٰ ______ نے پیش کی۔

2۔ ہر سوال کے آگے قوسین میں دیئے گئے تین جوابات میں سے مناسب ترین جواب کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے۔

1۔ سر سیدؒ نے رسالہ ______ جاری کیا۔ (تہذیب اخلاق، علی گڑھ، حیات جاوید)

2۔ اردو ہندی تنازعہ سن ______ میں شروع ہوا۔ (1857ء، 1867ء، 1897ء)

3۔ شملہ وفد میں شامل مسلمان رہنماؤں کی تعداد ______ تھی۔ (80، 35، 13)

4۔ قائداعظمؒ سن ______ میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ (1906ء، 1913ء، 1929ء)

5۔ کانگریسی وزارتیں ______ میں قائم ہوئیں۔ (1885ء، 1906ء، 1937ء)

6۔ کرپس مشن کا منصوبہ 30 مارچ ______ کو شائع ہوا۔ (1942ء، 1946ء، 1947ء)

National Book Foundation

7۔ مسلم لیگ نے __________ 1946ء کو راست اقدام کے دن کی حیثیت سے منایا۔
(16 اگست، 14 اگست، 6 ستمبر)

8۔ سہلٹ اور صوبہ __________ نے استصواب رائے کے ذریعے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا
(کے پی کے، پنجاب، بلوچستان)

9۔ خلافت کمیٹی نے __________ کو تحریک عدم تعاون کا لیڈر منتخب کیا۔ (گاندھی جی، مولانا محمد علی جوہرؒ، قائداعظمؒ)

3۔ **ص (صحیح) یا غ (غلط) کے اوپر دائرہ لگا کر درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔**

1۔ شمال مغربی علاقے کے غیر مسلموں نے بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ص غ
2۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے کیا ہے۔ ص غ
3۔ ایک اسلامی ریاست جمہوری اصولوں پر قائم ہوتی ہے۔ ص غ
4۔ بینکم چندرا چیٹر جی نے ایک مسلم دشمن ناول بندے ماترم لکھا۔ ص غ
5۔ مسلم لیگ کی لندن شاخ سن 1906 میں قائم ہوئی۔ ص غ
6۔ قرارداد مقاصد کو قراردادِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ ص غ
7۔ تحریک خلافت کا ابتدائی دور ہندو مسلم اتحاد کا مثالی دور تھا۔ ص غ
8۔ مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت کو ختم کر دیا۔ ص غ
9۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس 11 اگست 1947ء کو ہوا۔ ص غ
10۔ 1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ ص غ

4۔ **کالم الف کے اندراجات کو کالم ب سے لائن کے ذریعے اس طرح ملائیے کہ دونوں کا تعلق واضح ہو جائے۔**

کالم الف	کالم ب
تاج برطانیہ	1921ء
علی گڑھ یونیورسٹی	1858ء
مسلم لیگ	علامہ اقبال
شملہ وفد	یکم اکتوبر 1906ء
موپلا بغاوت	1920ء

5۔ ہر سوال کا جواب دو سے پانچ سطور میں لکھیے۔

1۔ نظریہ آئیڈیالوجی سے کیا مراد ہے؟

2۔ اسلام کا نظریہ قومیت کیا ہے؟

3۔ نظریہ پاکستان کا مفہوم مختصراً بیان کریں۔

4۔ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیجیے۔

5۔ شملہ وفد پر مختصر نوٹ لکھیے۔

6۔ اسباب بغاوت ہند کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

7۔ قیام کے وقت مسلم لیگ کے لیے کن مقاصد کا تعین کیا گیا۔

8۔ مسلم لیگ کے مقاصد میں تبدیلی کب اور کس کی تجویز پر ہوئی؟

9۔ شملہ کانفرنس پر نوٹ لکھیے۔

10۔ قانونِ آزادی ہند کے اہم نکات کیا تھے۔؟

11۔ کرپس مشن کی تین تجاویز تحریر کریں۔

6۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

1۔ 1857ء سے مسلم لیگ کے قیام تک مسلمانوں کی جدوجہد کا احوال بیان کیجیے۔

2۔ تحریک علی گڑھ کا پس منظر اور اس تحریک کے مقاصد کا خلاصہ بیان کیجیے۔

3۔ سر سید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

4۔ مسلم لیگ کے قیام کا پس منظر اور اسباب بیان کیجیے۔

5۔ ہندوستان کے آئینی مسئلے کے حل کی جو تجاویز مختلف وقتوں میں پیش کی گئیں، ان کا مختصراً جائزہ لیجیے۔

6۔ تحریک خلافت کے پس منظر اور اہم واقعات پر روشنی ڈالیے۔

7۔ تحریک خلافت کے اثرات و نتائج بیان کیجیے۔

8۔ وہ کون سے اہم واقعات تھے جنہوں نے قرار دادِ لاہور کی راہ ہموار کی؟ نیز قرار دادِ لاہور کے اہم نکات بیان کریں۔

9۔ قرار دادِ لاہور کا تجزیہ کیجیے نیز یہ بتائیے کہ ہماری تاریخِ آزادی میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

10۔ کابینہ مشن کا منصوبہ کیا تھا اور اس پر کانگریس اور مسلم لیگ نے کس ردِ عمل کا اظہار کیا؟

11۔ تین جون کے منصوبے کا پس منظر بیان کیجیے اور اہم نکات پر روشنی ڈالیے۔

National Book Foundation